اعتجار کے طریقہ پر ایک تحقیقی بحث

مفتی سید شاہ حسین گردیزی

راقم الحروف کا اعتجار کے موضوع پر ایک مضمون ماہنامہ ''فقہ اسلامی'' اپریل ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا، تو بعض احباب نے حضرت شیخ احمد طحطاوی قدس سرہ کی ایک عبارت کی طرف اشارہ دیا کہ آپ کے مضمون میں اس کی وضاحت بھی آ جانا چاہی تھی، وہ عبارت اگرچہ راقم کی نظر میں تھی لیکن فقہ حنفی کی امہات کتب سے مسئلہ اعتجار کی صورت حال واضح ہو چکی تھی، اس لئے حضرت طحطاوی قدس سرہ کی اس عبارت کو شامل نہ کیا جا سکا تھا۔ اب وہ عبارت اپنی تشریح سمیت پیش خدمت ہے، ہوسکتا ہے اس سے علم و تحقیق کے پیاسوں کی سیرابی اور تشفی ہو جائے۔ چونکہ یہ عبارت اصل میں نور الایضاح سے متعلق ہے اور اس کی شرح مراقی الفلاح ہے اور ان دونوں پر حضرت طحطاوی قدس سرہ نے حاشیہ رقم فرمایا اس میں یہ عبارت لکھی ہے۔ اس لئے ہم نے اس عبارت کی تشریح کے وقت ان دونوں کتابوں کی عبارات بھی قارئین کے سامنے رکھیں تاکہ اس کی اصل نوعیت سامنے آ جائے اور تفہیم میں آسانی ہو جائے، چنانچہ اس موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے شیخ حسن شرنبلالی لکھتے ہیں:

الاعتجار وھو شد الرأس بالمندیل و ترک وسطھا مکشوفاً (۱)

یہاں اعتجار کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ سر پر رومال باندھ لینا اور اس کا درمیانی حصہ یعنی ''ہامہ'' کھلا چھوڑ دینا اس طور پر کہ سر دکھائی دے رہا ہو، مصنف نے یہاں دو باتیں کی ہیں ایک یہ کہ سر پر یعنی سر کے گرد رومال لپیٹنا اور دوسری بات یہ ہے کہ سر کا بالائی حصہ کھلا چھوڑ دینا، ان دونوں چیزوں کے اجتماع سے اعتجار کی صورت معرضِ وجود میں آ جاتی ہے اور اگر سارے سر کو رومال سے ڈھانپ لیا جائے تو اس سے ''اعتجار'' کی صورت قائم نہیں ہوگی اور اگر سارا یعنی مکمل سر کھلا چھوڑ دیا جائے تو اس سے بھی اعتجار کی صورت قائم نہیں ہوگی۔ اعتجار اسی وقت ہوگا جب یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ وقوع پذیر ہو۔

اس مندرجہ بالا عبارت میں اس صورت کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ اگر سر کے گرد رومال لپیٹا

۱۔ نور الایضاح، ص ۸۷۔

ہوا ہو اور سر پر جو ٹوپی ہے اس کا بالائی حصہ کھلا ہو تو یہ بھی اعتجار ہوگا، اس لئے کہ مصنف نے یہاں پر ''رأس'' کا لفظ لکھا ہے، جس کا معنی سر ہے اور پھر ''منديل'' کا معنی رومال ہے۔ یہاں سر کو رومال سے باندھنے کے عمل نے متعین کر دیا ہے اور اسی سر کے بالائی حصہ کا مکشوف اور کھلا ہونا مراد ہے اور یہ بات یاد رہے کہ اس اصل عبارت میں ''عمامہ'' کا لفظ نہیں ہے۔

حضرت مصنف قدس سرہ نے ''نور الايضاح'' کو متن قرار دے کر ''مراقی الفلاح'' کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے۔ اس میں اس مقام پر لکھتے ہیں۔

> **يكره الاعتجار و هو شد الرأس بالمنديل او تكوير عمامته علىٰ راسه و ترك وسطها مكشوفاً. و قيل ان ينتقب بعمامته فيغطىٰ انفه لنهى النبى صلى الله عليه وسلم عن الاعتجار فى الصلوٰة (۱)**

حضرت شرنبلالی نے یہاں ''نور الایضاح'' کی عبارت میں کچھ اضافے کئے ہیں ان میں سے ایک اضافہ یہ ہے ''**او تكوير عمامته علىٰ راسه**'' یعنی عمامہ کا اپنے سر پر لپیٹنا۔ اس عبارت میں بات کرنے کا ایک نیا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ ہم دونوں عبارتوں کو ایک ساتھ لکھ کر اس انداز کو واضح کرتے ہیں:

شد الرأس بالمنديل سر کو رومال سے باندھنا۔

تكوير عمامته علىٰ رأسه عمامہ سر پر لپیٹنا۔

ان دونوں جملوں میں ''رأس'' کا لفظ تقدیم و تاخیر کے باوجود مشترک ہے اور ''شد'' کے مقابلے میں ''تکویر'' ''با'' کے مقابلے میں ''علیٰ'' اور ''مندیل'' کے مقابلے میں ''عمامہ'' استعمال ہوا ہے۔

پہلے جملے میں ''رأس'' ''شد'' کا مضاف الیہ ہے اور دوسرے جملے میں ''عمامہ'' مضاف الیہ ہے اور ''شد'' کا معنی باندھنا، ''تکویر'' کا معنی لپیٹنا، ''مندیل'' کا معنی رومال، ''عمامہ'' کا معنی دستار اور ''رأس'' کا معنی سر ہے۔ نور الایضاح میں ''مندیل'' یعنی رومال سے سر کا گرد لپیٹنے کی بات تھی۔ یعنی اگر کوئی رومال سر کے گرد باندھ لے گا اور اس کا درمیان کھلا چھوڑ دے گا تو یہ بھی اعتجار ہوگا۔ اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ اعتجار، عمامہ کے ساتھ منسلک ہے، عمامہ نہیں ہوگا تو اعتجار بھی نہیں ہوگا باطل خیال ہے۔ حضرت مصنف نے مراقی کی عبارت میں ''عمامہ'' کہہ کر اس میں وسعت ظاہر کی

۱۔ مراقی الفلاح، ص ۱۹۲۔

کہ جس طرح سر پر رومال باندھا جاتا ہے اسی طریقہ اور انداز پر کوئی ''عمامہ'' استعمال کرے گا تو وہ بھی اعتجار کی صورت ہوگی۔ لیکن حضرت مصنف کے انداز سے اور پھر حضرت قاضی خان کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعتجار میں اصل ''مندیل'' تھا۔ بعد میں عمامہ کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔

جملہ میں بعض چیزوں کی تقدیم و تاخیر سے اضافی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں، لیکن اس کے حقیقی مفہوم میں کوئی بنیادی تبدیلی رونما نہیں ہوتی اور خصوصیت سے مندرجہ بالا دونوں جملوں میں کوئی اساسی اور بنیادی تبدیلی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متن اور شرح کے جملوں کو ''اَوْ'' عاطفہ سے ملا دیا گیا ہے اور دوسرا جملہ ''وترک وسطها مكشوفا'' میں کوئی تبدیلی نہیں کی یعنی سر رومال سے باندھا جائے یا عمامہ سر کے گرد لپیٹا جائے دونوں صورتوں میں اگر سر کا بالائی حصہ کھلا ہوگا تو یہ اعتجار ہوگا۔ اگر یہاں یہ قید لگا دی جائے کہ ''عمامہ'' سے سر کا کھلا ہونا ضروری ہے تو پھر جب رومال سے کھلا ہوگا تو لازم آئے گا کہ وہ اعتجار نہ ہو حالانکہ اس کے اعتجار ہونے میں کوئی ریب اور شک نہیں۔ اس مقام پر ''عمامہ'' کی قید لگانا باطل ہے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ تقدیم و تاخیر سے اس مقام میں جملہ میں کوئی اساسی تبدیلی نہیں ہو رہی ہے اور پھر دونوں جملوں میں ''رأس'' کی تقدیم و تاخیر سے مفہوم میں کوئی تغیر نہیں پیدا ہوا۔ اسی لئے حضرت ابن عابدین شامی نے دونوں جملوں کو احسن طریقہ سے ملا کر لکھا کہ:

هو شد الرأس او تكوير عمامته علىٰ راسه و ترک وسطه مكشوفا (۱)

آپ نے صاف الفاظ میں لکھا کہ سر کا باندھنا یا عمامہ کا اس کے گرد لپیٹنا اس طرح کہ سر کا درمیانی یعنی بالائی حصہ کھلا ہو تو یہ اعتجار ہوگا۔ حضرت شامی قدس سرہ دونوں کو ایک ہی صورت قرار دے کر دوسری چیز یعنی کشف رأس کے پائے جانے کی صورت میں اعتجار قرار دے رہے ہیں۔ بس ہمارا بھی یہی کہنا ہے کہ ان دونوں عبارتوں میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں ہے۔ بس بات کرنے کے دو مختلف انداز ہیں۔ لیکن ان دونوں کتابوں کی دونوں عبارتوں میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ کشف رأس سے مراد کشف کلاہ ہے اور ''عمامہ'' سے ہی سر کا کھلا ہونا اعتجار کے لئے لازم ہے۔ اگر رومال سے کھلا ہوگا تو اعتجار نہیں ہوگا۔ حضرت شامی قدس سرہ نے دوبار ''رأس'' کا ذکر کیا اور ٹوپی بے چاری کا نام ہی

۱۔ فتاویٰ شامی، ج۱، ص۴۸۲۔

نہیں لیا۔ اس کشف کلاہ کو اعتجار قرار دینا اور پھر اس میں عمامہ ہی کی قید لگانا درست نہیں ہے۔

نور الایضاح کی عبارت میں دوسرا اضافہ یہ ہوا کہ حضرت امام محمد قدس سرہ کا مذہب بیان کیا گیا ہے اور اس کی وجہ بھی بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتجار فی الصلوٰۃ سے منع فرمایا ہے۔ ہم اس پر بحث کر چکے ہیں اس لئے مزید کچھ کہنے کی حاجت محسوس نہیں ہوتی۔

حضرت شیخ احمد طحطاوی قدس سرہ نے نور الایضاح اور مراقی الفلاح کی ان عبارات پر تین مقامات پر حاشیہ میں وضاحت کی ہے۔

۱۔ مراقی الفلاح کی عبارت ''تکویر عمامته علیٰ راسه'' پر حضرت طحطاوی لکھتے ہیں:

ای لف العمامة حول الرأس و ابداء الهامة (۱)

یعنی عمامہ سر کے گرد لپیٹنا اور چوٹی کو کھلا رکھنا ہے۔ اعتجار میں دو عمل ہیں۔ ایک رومال یا عمامہ سر کے گرد لپیٹنا اور دوسرا چوٹی کو کھلا رکھنا۔ حضرت شرنبلالی نے نور الایضاح میں دونوں کو بیان کیا اور مراقی الفلاح میں اول ہی کو دوسرے الفاظ میں بھی بیان کر دیا اور دوسرے عمل میں کسی کمی و بیشی کا ذکر نہیں کیا۔ شیخ طحطاوی نے دونوں شقوں کو مزید واضح کیا اور انہیں اپنے الفاظ میں بیان کیا ''تکویر عمامة'' کو ''لف العمامة'' اور ''علیٰ راسه'' کو ''حول الرأس'' سے واضح کیا اور پھر دوسرے عمل میں دوسری شق کو ''ابداء الهامه'' سے بیان کیا۔ یعنی متن کی پہلی شق کے ضمن میں دوسری شق کو بھی بیان کر دیا اور متن کی دوسری شق کا انتظار نہیں کیا۔ یہاں ''شد الرأس'' اور ''تکویر عمامة'' کے کلمات پہلے سے موجود تھے۔ حضرت طحطاوی نے ''لف العمامه'' کہہ کر شرح میں کوئی اضافہ نہیں کیا نہ متن کی کسی گرہ کو کھولا، نہ الفاظ کی کسی پیچیدگی کو دور کیا اور پھر ''علیٰ'' کو ''حول'' کے معنی سے واضح کیا اور یہ بھی کوئی خاص بات نہیں، اس لئے کہ عام اہل علم کو بھی اس سے آگاہی ہے۔

اصل بات جو ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ ''کشف وسط رأس'' کے سلسلے میں اپنا مؤقف بیان کرنا چاہتے ہیں انہوں نے ''ابداء الهامه'' سے اسے بیان کر دیا۔ ''ابداء'' کا معنی ظاہر ہونا نہیں ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ منیۃ المصلی کی عبارت ''یبدی هامته'' کی تشریح میں شیخ ابراہیم حلبی لکھتے ہیں ''یبدی ای یظهر هامة'' یہاں ''یبدی'' کو ''یظهر'' سے جو باب افعال سے مضارع کا صیغہ ہے جس کا معنی ظاہر کرنا ہے واضح کیا، گویا جس طرح اس نے سر کے گرد کو عمامہ سے

۱۔ حاشیہ مراقی الفلاح، ص ۱۹۲۔

لپیٹا ہے اسی طرح وہ سر کے بالائی حصہ کو کھلا رکھے تب اعتجار ہوگا۔ اس میں حضرت طحطاوی نے یہ قید بالکل نہیں لگائی کہ سر ''عمامه سے'' کھلا رکھے اور کشف رأس کے سلسلہ میں یہ ان کا اپنا مؤقف ہے اور بڑا واضح ہے۔ حضرت ابو اللیث سمرقندی نے بھی ''یبدی هامته'' کہا ہے اور یہی بات شمس الائمہ سرخسی، شیخ ابن نجیم مصری اور شیخ عالم ہندی نے کہی ہے۔ چنانچہ حضرت طحطاوی نے فتاویٰ ظہیریہ کے حوالے سے اپنا مؤقف دوٹوک الفاظ میں بیان کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ:

ابداء الهامه

چوٹی کھلا رکھنا یعنی چوٹی کا مطلق کھلا رکھنا ہے۔ اس میں کوئی قید نہیں ہے۔

اور یہی فقہاء کرام کا مذہب ہے۔ ''عمامه سے'' کی قید کسی کے ہاں نہیں ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ کسی فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ اگر ٹوپی کی چوٹی کھلی ہو تو یہ بھی اعتجار کے حکم میں ہوگا۔

۲۔ حضرت طحطاوی قدس سرہ مراقی الفلاح میں نور الایضاح کی عبارت ترک وسطها مشکوفاً میں سے لفظ ''مکشوف'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

المراد انه مکشوف عن العمامة لا مکشوف اصلا لانه فعل مالا یفعل (۱)

اعتجار کی صورت کے دو حصے ہیں۔ ایک سر کے گرد رومال یا عمامہ لپیٹنا، دوسرا چوٹی کھلا رکھنا، گزشتہ صفحات میں نور الایضاح، مراقی الفلاح اور حاشیہ طحطاوی سے اعتجار کے بارے میں جو چیز سامنے آئی ہے وہ اس طرح ہے۔

شد الرأس بالمندیل و ترک وسطها مکشوفاً	(نور الایضاح)
یکور عمامته علیٰ رأسه	(مراقی الفلاح)
لف العمامة حول الرأس و ابداء الهامة	(حاشیہ طحطاویہ)

نور الایضاح اور حاشیہ طحطاوی میں اعتجار کے دونوں حصوں کا بیان ہے اور مراقی الفلاح میں صرف پہلے حصہ کا بیان ہے۔ حضرت طحطاوی دوسرے حصہ پر ''ابداء الهامه'' کہہ کر جلی حروف سے اپنا مؤقف بیان کر چکے ہیں اور گزشتہ صفحات میں اس کی وضاحت بھی ہو چکی ہے۔ اب وہ ''مکشوفاً'' کی تشریح میں ''مکشوف عن العمامه'' لے کر آئے ہیں۔ جب کہ اصلی متن جس کی وہ تشریح کر

۱۔ حاشیہ مراقی الفلاح، ص ۱۹۲۔

رہے ہیں اس میں ''مندیل'' ہے۔ ''عمامہ'' نہیں ہے۔ انہوں نے ''مکشوف عن المندیل'' کہنے کے بجائے ''مکشوف عن العمامہ'' کہہ دیا۔ اب اگر ہم ان کی اس عبارت کو اسی طرح تسلیم کرلیں تو پوری عبارت کا معنی اس طرح ہوگا۔

سر کو مندیل سے باندھنا اور اس کے درمیانی حصہ کو عمامہ سے کھلا چھوڑ دینا۔

جب سر کے ساتھ لپٹا ہوا مندیل ہے عمامہ کی شمولیت اس کے ساتھ ہے ہی نہیں ہے تو درمیانی حصہ سے اسے ہٹانا، دور کرنا اور خالی چھوڑنا کس طرح وقوع پذیر ہوسکتا ہے۔ حضرت طحطاوی شرح کررہے ہیں۔ ''مکشوف'' کی جو نور الایضاح میں ہے اور اس لفظ سے کررہے ہیں جو مراقی الفلاح میں ہے۔ ظاہر ہے اس سے عبارت میں الجھاؤ پیدا ہونا لازمی ہے۔ اگر اس کی یہ تاویل کی جائے کہ نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح دونوں کو متن قرار دے کر حضرت طحطاوی نے اس پر حاشیہ رقم فرمایا اس لئے ''مکشوف'' کی شرح میں مراقی الفلاح سے لفظ ''عمامہ'' اٹھا لیا اس سے حضرت طحطاوی کی عبارت کی سمت درست ہونے کی صورت ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ اعتراض اپنی جگہ قائم رہے گا کہ آخر ایسا کیوں ہوا۔

اس کے بعد گزارش ہے کہ ''ترک وسطها مکشوفاً'' میں ''ها'' ضمیر ذوالحال ہے اور ''شد الرأس بالمندیل'' میں رأس کی طرف راجع ہے اور اس حیثیت سے کہ ''رأس'' سے مراد کل نہیں بلکہ اس کی ایک جز جسے ''هامه'' سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی بالائی حصہ مراد ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتو ''ها'' ضمیر کا یہ محل نہیں ہوسکتا اور ''مکشوفا'' اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس میں ''هو'' ضمیر نائب فاعل ہے جس کا مرجع ''وسط الرأس'' ہے اور مکشوفاً حال ہے۔ یعنی ''وسط الرأس'' کو جب ترک کرنا تو اس حالت میں کہ کھلا ہو۔ اب حضرت طحطاوی نے جب یہ کہا کہ ''المراد انه مکشوف عن العمامة'' کہ وہ عمامہ سے کھلا ہوا تھا۔ یعنی وسط سر کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ عمامہ سے کھلا ہوا تھا یعنی خالی تھا۔ گویا یہ اس کی حالت تھی جس کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ کوئی امر نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت طحطاوی قدس سرہ تو ''ابداء الهامه'' کہہ کر اپنا مؤقف بیان کرچکے ہیں کہ کشف ھامہ سے مطلب مطلق کھلا ہے اور اب اگر یہ کہا جائے کہ ''عمامہ سے'' کھلا ہونا اعتبار ہے تو لازم آئے گا کہ حضرت طحطاوی اپنا ردّ خود کررہے ہیں اور یہ ان کی عالمانہ شان کے خلاف ہے۔

اور اگر ''عمامہ سے'' کی قید کو تسلیم کرلیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر ایک آدمی

نے سر کے گرد مندیل یعنی رومال لپیٹا اور بالائی حصہ کھلا چھوڑ دیا تو وہ اعتجار نہ ہو۔ حالانکہ اس کے اعتجار ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

اور اگر اس قید کو تسلیم کر لیا جائے تو لازم آئے گا کہ اگر ایک آدمی نے رداٗ یعنی چادر سر کے گرد لپیٹ لی ہے اور درمیان کھلا چھوڑ دیا ہے تو یہ اعتجار نہ ہو حالانکہ اس میں اعتجار کے دونوں حصہ پائے جاتے ہیں۔

اور اگر اس قید کو تسلیم کر لیا جائے تو لازم آئے گا کہ اگر ایک آدمی نے ٹوپی کا بالائی حصہ کاٹ دیا اور اس کا گول حصہ سر پر ڈال لیا تو اس سر کے گرد ٹوپی کا گول حصہ موجود ہے اور درمیان سے سر کھلا ہے تو یہ اعتجار نہ ہو، حالانکہ اعتجار کے دونوں حصے موجود ہیں۔

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت طحطاوی کی عبارت میں آخر ''عن العمامه'' کا کیا مفہوم ہے۔ ہمارے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیز سر کے گرد لپیٹی جائے گی اسی چیز سے درمیان کو خالی رکھنا ہے اگر وہ مندیل ہے تو درمیان مندیل سے خالی ہوگا۔ اگر وہ عمامہ ہے تو درمیان عمامہ سے خالی ہوگا۔ اگر وہ چادر ہے تو درمیان چادر سے خالی ہوگا۔ حضرت طحطاوی نے جب عمامہ کی بات کی ہے کہ سر کے گرد عمامہ ہو تو ظاہر ہے درمیان سر اسی ''عمامہ سے'' خالی ہوگا۔ چونکہ عملاً یہی صورت حال ہوتی ہے تو حضرت طحطاوی نے اسی کا ذکر کر دیا ہے۔ اس ''عن العمامه'' کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایک آدمی نے سر کے گرد عمامہ لپیٹ رکھا ہے اور اس کے درمیانِ سر پر ٹوپی ہے تو اب وہ ٹوپی چونکہ ''عمامہ سے'' کھلی ہے تو اس لئے یہ بھی اعتجار ہے۔ یہ ''عن العمامه'' یعنی ''عمامہ سے'' نہ اعتجار کا کوئی قاعدہ وقانون ہے نہ ہی یہ کوئی شرط وقید ہے۔ یہ ایک عملی صورت حال ہے جسے حضرت طحطاوی نے ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد میں ''لانه فعل مالا يعفل'' میں دو احتمال ہیں ایک یہ ہے کہ اس کا تعلق ''مکشوف عن العمامه'' سے ہو اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کا تعلق ''لا مکشوف اصلا'' سے ہے۔ اگر اس کا تعلق مکشوف عن العمامہ سے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ چونکہ کشف رأس اعتجار ہے اور اعتجار مکروہ ہے اس لئے اس کا ارتکاب ہی نہیں کیا جاتا، غالباً مصر کے اہل علم اعتجار کا ارتکاب نہیں کرتے ہوں گے، اس لئے حضرت طحطاوی اپنے دور اور وطن کی بات کر رہے ہیں کہ وہاں والے اعتجار کی مکروہ صورت کو اختیار و استعمال ہی نہیں کرتے۔

حضرت طحطاوی کی عبارت ''لا مکشوف اصلا'' اپنے مفہوم کے اعتبار سے ایک مستقل جملہ ہے، نہ ماقبل کے لئے کوئی قید ہے اور نہ ہی اس کی ذیلی عبارت ہے۔ یہاں مکشوف کا نائب فاعل ''رأس'' ہے تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی ''لا مکشوف الرأس اصلا'' مطلب سر کا مطلق اور بالکل کھلا ہونا ہے۔ وسط رأس کا مطلق اور بالکل کھلا ہونا مراد نہیں۔ اب احتمال ثانی کے مطابق اگر ''لانہ الخ'' کو اس سے متعلق کریں گے تو معنی یہ ہوگا کہ نور الایضاح کی عبارت میں جو ''مکشوفا'' ہے اس سے مراد سر کا بالکل کھلا ہونا نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ ایک ایسا کام ہے جو کوئی نہیں کرتا۔ چونکہ سر کھلے نماز پڑھنا مسلمانوں میں ہمیشہ سے معیوب چلا آ رہا ہے اس لئے اہل مصر کھلے اور ننگے سر نماز نہیں پڑھتے۔ گویا حضرت طحطاوی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ:

سر کے گرد عمامہ لپیٹنا اور اس کا درمیان اسی عمامہ سے کھلا چھوڑنا اعتجار ہے
اور سر کا مطلق اور بالکل کھلا چھوڑ دینا یہ وہ کام ہے جو کیا نہیں جاتا۔

یعنی ''اسی عمامہ سے'' سر کے بالائی حصے کے بال یا جلد کھلی ہو تو یہ اعتجار ہوگا۔ اگر عمامہ سر کے گرد لپیٹا ہوا ہو اور اس کے بالائی حصے کے بال یا جلد ٹوپی سے ڈھکی ہوئی ہو تو اعتجار نہیں ہوگا۔ کیونکہ ٹوپی کا اس طرح کا استعمال ''افضل عمل'' ہے جس کا ثواب زیادہ ہے اور عمامہ کے درمیان سے ٹوپی کا نظر آنا اسلامی آداب و ثقافت کا ہمیشہ سے معمول چلا آ رہا ہے۔ اس پر کسی نے کوئی قدغن نہیں لگائی، نہ کوئی پابندی عائد کی، نہ اس میں کوئی شرعی خرابی ہے، نہ کوئی عرفی برائی ہے، نہ یہ کبھی اوباشوں کا عمل رہا ہے، نہ اس سے انسانی وقار میں کمی آتی ہے، نہ متانت اور سنجیدگی میں فرق آتا ہے بلکہ یہ شریفانہ وضع اور خاصوں کا معمول ہے، اس میں شخصی جمال ہے اور اہل علم کا قدیمی اور عمومی طریقہ ہے۔

حضرت شیخ طحطاوی قدس سرہ نے درمختار پر بھی ایک طویل حاشیہ رقم فرمایا، اس میں اعتجار کے بارے میں لکھتے ہیں:

هو لف العمامة حول الرأس و ابداء الهامة، و قد نهى عنه فكراهيته، تحريمية، و علله فى الولوالجيه بانه تشبه باهل الكتاب، و هو مكروه خارج الصلوٰة ففيها اولىٰ (۱)

حضرت طحطاوی نے اس عبارت میں جن چار مسئلوں کی نشاندہی کی ہے ہم اس پر لکھ چکے ہیں۔ اب

۱۔ حاشیہ درمختار، ج ۱، ص ۲۷۵۔

ہمیں صرف یہ چیز واضح کرنی ہے کہ اعتجار کے بارے میں ان کا وہی مؤقف ہے جو تمام فقہاء حنفیہ کا ہے اور جس کا ذکر وہ حاشیہ مراقی الفلاح میں کر چکے ہیں اور ہم نے اس کی تشریح میں واضح طور پر یہ لکھا کہ یہ حضرت طحطاوی کا مؤقف ہے اور درمختار کے حاشیہ میں بھی ان کا وہی مؤقف ہے اور حاشیہ درمختار کی یہ عبارت ان کے اس مؤقف کی بھرپور تائید ہے اور انہوں نے بتکرار اپنا مؤقف واضح کیا ہے۔ اور اب یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ ''عن العمامه'' سے جو کچھ بعض حضرات ثابت کر رہے ہیں یہ حضرت طحطاوی کا مؤقف نہیں ہے۔ اس لئے ''عن العمامه'' کی ایسی تاویل جو فقہاء حنفیہ کے خلاف ہو قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ حضرت طحطاوی قدس سرہ کے مؤقف کے بارے میں اہل علم کو کوئی شبہ نہیں رہنا چاہئے۔ یہ ان پر الزام ہے کہ وہ ٹوپی کے بالائی حصے کا کھلا رہنا اعتجار میں شمار کرتے ہیں۔ اگر یہ بات ہوتی تو درمختار کی شرح میں انہیں اس کے اظہار سے کون سی چیز مانع اور رکاوٹ تھی۔ اب جب اعتجار کے بارے میں حضرت طحطاوی کے نقطہ نظر کی نشاندہی ان کے دونوں حاشیے کر رہے تو اس کو قبول کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے اور کھلے دل سے اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ اگر ٹوپی کا بالائی حصہ عمامہ سے کھلا ہو تو یہ اعتجار نہیں ہے۔ ایک دفعہ پھر یہ بات گوش ہوش سے سن لینی چاہئے کہ ''عن العمامه'' اگر کوئی شرط لازمہ ہوتی تو حضرت طحطاوی ضرور اسے حاشیہ درمختار میں نقل کرتے۔ وہ کیسی مکروہ تحریمی ہے کہ ایک حاشیہ میں لکھ دی اور دوسرے میں ترک کر دی تاکہ لوگ اس کا ارتکاب کر کے عصیان آلود ہوتے رہیں اور حضرت طحطاوی کوئی ضعف حافظہ کے مریض نہیں تھے بلکہ اعتجار کے بارے میں جو ان کا نقطۂ نظر تھا یہ ''عن العمامه'' اس میں شامل نہیں تھا۔ اس لئے اس کا ذکر نہیں کیا۔

آخر میں گزارش ہے کہ حضرت مولانا نوراللہ بصیر پوری نے اس عبارت سے کیا سمجھا، لکھتے ہیں:

اعتجار کی دو تعریفیں کتب فقہ میں ہیں، فتاوٰی عالمگیری، ج ۱، ص ۵۵ میں ہے:

> هو ان يكور عمامته و يترك وسط رأسه مكشوفا كذا في التبيين
>
> یعنی درمیان سے سر ننگا چھوڑ دے۔ زیادہ کتابوں میں یہی تعریف ہے۔
>
> مراقی الفلاح، ص ۲۱۰، طبع مع الطحطاویہ میں قیل کے ساتھ ہے
>
> ان ينتقب بعمامة فيغطىٰ انفه۔

مگر یہ کہیں کسی تعریف میں نہیں دیکھا کہ وسط سر میں ایک پیچ اعتجار سے بچنے کے لئے ضروری ہے حالانکہ پیچ کے علاوہ بھی عمامہ سے سر کا درمیانی حصہ چھپ سکتا ہے اور نہ یہ کہیں دیکھا کہ ٹوپی کا چھپانا بھی ضروری ہے اور وہ بھی عمامہ سے ہی ہو اور نہ یہ کہیں دیکھا کہ ٹوپی سے وسط سر کا چھپانا کافی نہیں۔(۱)

حضرت مولانا نوراللہ بصیر پوری نے مراقی الفلاح مع الطحطاویہ کو ملاحظہ کیا انہیں ''عن العمامه'' سے یہ سمجھ نہیں آیا کہ ''اگر ٹوپی کا بالائی حصہ کھلا ہو تو یہ اعتجار ہے'' اور یہ بات بھی ان کو اس عبارت سے سمجھ میں نہیں آئی کہ وسط سر یا وسط ٹوپی میں ایک پیچ اعتجار سے بچنے کے لئے ضروری ہے۔ گویا مولانا بصیر پوری کے نزدیک یہ باتیں اس عبارت سے ثابت نہیں ہوسکتیں۔ یہ ایک اختراعی مفہوم ہے جو اس عبارت کی گود دے دیا گیا ہے۔

بس یہ اتفاق کی بات ہے کہ ہمیں بھی مولانا نوراللہ بصیر پوری کی طرح اس عبارت کو دیکھنے کے بعد یہ باتیں اس سے نکلتیں نظر نہیں آتیں۔

۳۔ حضرت طحطاوی مراقی الفلاح کی اس عبارت لنہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح میں لکھتے ہیں:

هذا يفيد كراهة التحريم (۲)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعتجار فی الصلوٰۃ سے جو منع فرمایا ہے اس سے مراد کراہت تحریمی ہے۔ یعنی نماز میں ناک کو چھپانا مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا ایسے عمل کے ارتکاب سے احتراز واجب و لازم ہے۔

لیکن یہ بات یاد رہے کہ جس اعتجار کی بات ان کتابوں میں مشترک ہے وہ اس طرح ہے کہ سر کے گرد رومال یا عمامہ باندھ لیا جائے اور اس کا درمیان کھلا ہو یہ اعتجار ہے اور اگر سارا سر بالکل کھلا ہو تو یہ اعتجار نہیں ہے اور اگر سر پر ٹوپی ہو اور اس کے گرد عمامہ بندھا ہوا ہو اور ٹوپی کا بالائی حصہ کھلا ہو تو یہ بھی اعتجار نہیں ہے۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اہل کتاب اور مشرکین سے مسلمانوں کو لباس کے لحاظ سے جو امتیاز دینا چاہتے تھے، یہ اس کا حصہ ہے اور مسلمانوں کو اسے اختیار کرنا چاہئے۔

۱۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۱، ص ۴۲۲۔ ۲۔ حاشیہ مراقی الفلاح، ص ۱۹۲۔

مراجع

۱۔ نورالایضاح — شیخ حسن شرنبلالی — (قدیمی کتب خانہ، کراچی)

۲۔ مراقی الفلاح — شیخ حسن شرنبلالی — (قدیمی کتب خانہ، کراچی)

۳۔ حاشیہ مراقی — شیخ احمد طحطاوی — (قدیمی کتب خانہ، کراچی)

۴۔ حاشیہ درمختار — شیخ احمد طحطاوی — (دارالمعرفہ، بیروت)

۵۔ فتاویٰ شامی — شیخ ابن عابدین شامی — (مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

۶۔ فتاویٰ نوریہ، — مولانا نوراللہ بصیرپوری — (دارالعلوم حنفیہ، بصیرپور)

درود شریف کی خوبصورت کتاب جمال وکمال درود شریف مفت حاصل کیجئے

☆ سو کے قریب درود شریف کے مختلف صیغے ☆ صفحات ۲۱۶ ☆ گلیز کاغذ ☆ عمدہ طباعت

☆ نفیس ٹائیٹل ☆ ایک صاحبِ دل روحانی شخصیت کی زیر سرپرستی اشاعت ☆

ملنے کا پتہ: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ ۶۸۔۷ ۶ اور سیز ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک ۸ / ۷ کراچی

متحدہ عرب امارات میں مجلّہ فقہ اسلامی

رابطہ کیجئے: جناب محمد شریف قادری (معاون خصوصی ونمائندہ)

Office : 06-5562524 - Residence : 06-5539623

Mobile : 050-6343691 (Sharjah)